اسلام میں مالیاتی نظام کے مختلف پھلو

از: مولانا عبدالوہاب چاچڑ روہڑی سندھ

ارسال کردہ برائے اسلام آباد فقہی سیمنار

مولانا عبدالوہاب صاحب نے مقالہ ہٰذا اسلام آباد فقہی سیمنار منعقدہ زیر نگرانی جامعۃ المرکز الاسلامی مورخہ 16-15/مارچ 2003ء بمقام جامع مسجد دارالسلام کے لئے تحریر فرمایا تھا موصوف ایک جید عالم دین لائق محقق اور جامعۃ العلوم الشرعیہ سکھر کے رئیس و بانی ہیں، جسمانی ضعف و پیرانہ سالی کے باوصف موضوع سے متعلق ایک علمی تحقیق مرتب کر کے ارسال فرمایا عام افادیت کے پیش نظر شامل اشاعت کرلیا گیا ہے (ادارہ)

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱......	الکحل	۲......	الکحل میں ملی ہوئی دواؤں کا حکم
۳......	پاؤنٹین پین میں الکحل کا استعمال	۴......	بیمہ (انشورنس یا التامین)
۵......	انشورنس کی قسمیں	۶......	سوکرہ کے متعلق فقیہ شامی کی عبارت
۷......	ھندوستان کے بعض علماء کا فتویٰ	۸......	سرکاری ملازمین کی انشورنس
۹......	جبری بیمہ ''گروپ انشورنس	۱۰......	حصص کی خرید وفروخت

نحمد اللہ العظیم و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ،واذقال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ.

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اور ماحول زمین میں اپنا خلیفہ بنایا انسان دو جہتوں سے اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کے استعمال اور استفادہ میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور تنفیذ احکام الٰہیہ میں اس کا نائب ہے''**ھو الذی خلق لکم مافی الأرض جمیعا** (البقرۃ(آیۃ ۲۹)و **سخر لکم مافی السمٰوات وما فی الارض جمیعا**(الجاثیۃ آیۃ ۱۳) **یٰۤایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات مارزقناکم واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون**(البقرۃ ۱۷۲) جہت اولیٰ کی طرف اشارہ ہے۔اور **اناعرضنا الامانۃ علیٰ السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جھولا**(احزاب ۷۲) خلافت کے امر ثانی کی طرف مشیر ہے اور اس میں تنبیہ ہے کہ **مافی السموات ومافی الارض** سے استفادہ علیٰ الاطلاق نہیں ہے بلکہ مقید بقیود ہے۔امر اولیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین اور ماحول زمین میں ضروریات ورفاہیات زندگی کی چیزیں پیدا فرمائیں اور امر ثانی کے لئے آسمانی کتابیں نازل کیں اور ہدایات کے لئے وحی کا سلسلہ شروع فرمایا۔مطلب اینکہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں زندگی کے لئے مطلوبہ اشیاء اور مواد کو پیدا فرمایا اور آسمانی کتابوں میں شرائع کے بنیاد رکھے۔انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل،فہم اور استعداد عطا فرمائی تاکہ مادی بنیادوں میں زندگی کے انواع واقسام ضروریات کے پورا کرنے کے لئے طرح طرح کے

تصرفات کر سکے اور شرعی بنیادوں سے زندگی کے گوناگوں دینی احکام اخذ کر سکے۔ پہلی استعداد میں اور تصرفات میں کہہ اور مہہ کا فرق نہیں ہے ہر کوئی یہ تصرفات کر سکتا ہے کیونکہ مادی چیزیں محسوس ہیں اور ضروریات کا منبع جسم انسانی بھی حسیات میں سے ہے اس لئے اس باب میں ہر ایک کچھ نہ کچھ کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ پر انسانی تفوق کے اظہار میں مادی اشیاء کے اسماء اور فوائد بتانے سے امتحان لیا گیا تا کہ اس امتحان اور اختبار میں بنی نوع انسان کی اہلیت للخلافت میں نمائندگی ہو جائے اور مشتے از نمونہ خروارے کے طور پر تمام انسانوں کا اس میں تفوق ظاہر ہو جائے بخلاف جہت ثانیہ کے کہ اس میں صرف انبیاء علیہم السلام اور ان کے ورثاء جید علماء کرام ہی اپنی یہ صلاحیت ولیاقت دکھا سکتے ہیں۔ ہر کس و ناکس اس وادی میں قدم نہیں رکھ سکتا اگر امر ثانی میں امتحان ہوتا تو اس فوقیت کے اظہار میں تمام بنی آدم کی نمائندگی نہ ہوتی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے "بالجملہ آدمی راکہ بایں شرافت ممتاز ساختندو جمیع ما فی الارض رابرائے اوپیدا کردند و ہفت آسمان رابرای کاروبار او درست ساختند ازاں است کہ او جامع ہردو اسرار است اسرارخدائی و اسرار عالم و قابل خلافت او تعالیٰ است برجمیع عالمیاں زیرا کہ حق تعالیٰ مخلوقات گوناگون راآفریدہ است از علویات و سفلیات و باوجود خالقیت و مالکیت کہ دارد بجہت کمال بی احتیاجی بہ ہیچ چیز ازاشیاء عالم منتفع نیست پس لا بدا شد از مخلوقی کہ تخلق باخلاق الٰہی و اتصاف باو صاف اوتعالیٰ و تنفیذاوامر و نواہی او و سیادت مخلوقات دیگر و تدبیر امور آنہاو حفظ نظام آنہا و مشغول کر دن آنہا بطاعت الٰہی ازو سرانجام تو اند شد والا این ہمہ مخلوقات گوناگون معطل و بیکار مانندوحکمت منافی آنست بایں تدبیر گو یا منافع جمیع مخلوقات راہواسطہ این خلیفہ استیفا نمودن منظورافتاد" (۱)

دنیا کے اندر انسان نے روحانیت میں بھی ارتقائی منازل طے کئے ہیں اور رفتہ رفتہ وحی الٰہی، قرآن مجید کے نزول سے مکمل ہوئی اور مادیات میں بھی ترقی کی ہے اور مزید ترقی کرے گا آدمؑ پر کتاب (صحف) کے نزول سے جس دین متین کی ابتداء ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم پر کمال کو پہنچی۔ ہر سابق کتاب لاحق کتاب میں ضم ہوتی رہی تا آں کہ تمام کی تمام ۱۱۰/ایک سودس یا ۳۱۳/تین سو تیرہ آسمانی کتابیں قرآن مجید میں آگئیں کسی بھی خطہ میں اور کسی بھی زبان میں جو کتاب نازل ہوئی ہے ان کے اصل مضامین قرآن مجید میں آگئے ہیں اور محفوظ ہو گئے ہیں اور اس طرح سابقہ آسمانی کتابوں کی بہترین حفاظت ہوگئی ہے اب ان کی علیحدہ حفاظت نہیں ہو رہی اور نہ اس کی ضرورت ہے قرآن مجید کا وصف یا لقب "مہیمن" میں اس کی طرف اشارہ ہے مہیمن کا معنے نگران اور محافظ ہے مصدق لمابین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ (سورۃ آیت) مفسر سعید حوی نے مُھیمنا کے تفسیر میں فرمایا ہے "و مھیمنا علی الکتب السابقۃ لانہ تضمن ما تضمنت وزاد علیھا من الکمالات مالا یعلمہ ولا یحیط بہ

الااللہ والهيمنة يدخل في معناها الشهادة والحكم و الأتمان فالقرآن مؤتمن على الحق الموجود في الكتب السابقة فكل ماخالفه مماهو موجود في ايدى اصحابه الأن باطل و القرآن شهيد على الحق الذى فيها و حاكم علىٰ كل ما ينسب اليها فهو يشهد للحق فيهما بالصحة و الثبات و لغيره بالبطلان(۲)

شرائع (احکام شرعیہ) کے باعتبار قرآن مجید کامل مکمل کتاب ہے۔تمام احکام شرعیہ اس میں موجود ہیں ماکان حديثا يفترىٰ ولكن تصديق الذى بين يديه و تفصيل كل شئى و هدى و رحمة لقوم يؤمنون (سورۃ یوسف آخری آیت) سنت نبوی صاحب الوحی کی طرف سے قرآن حکیم کی تشریح ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر متلووحی کے ذریعہ وحی متلو کی تفسیر وتوضیح ہے وانزلنااليک الذكر لتبين للناس مانزل اليهم (سورۃ نحل آیت ۴۴) احکام شرعیہ کے اصل ثالث ورابع اجماع اور قیاس ہیں۔وقت کے تمام مجتہد ومفتی علماء کے اجتماعی اجتہاد کو اجماع کہا جاتا ہے۔اور انفرادی اجتہاد کا نام قیاس ہے۔اجتہاد اجماعی ہو یا انفرادی قیاس دونوں کا مرجع ومدار قرآن وسنت ہے کیونکہ اجماع اور قیاس کے لئے مقیس علیہ کا قرآن یا حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہونا شرط ہے۔بہرحال قیامت تک پیش آنے والے مسائل شرعیہ کے جوابات کے لئے قرآن مجید کامل کافی اور شافی ہے کتاب اللہ میں اس کی توضیح یعنی سنت رسول اللہ ﷺ میں منصوص طریقہ سے بطور دلالت کے اور تعلیل براو قیاس کی صورت میں الغرض موجود اور آنے والے مسائل کے جوابات کا ماخذ کسی نہ کسی صورت میں وحی الٰہی میں موجود ہے''اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا'' (سورۃ مائدہ آیت ۳) آدم علیہ السلام سے لے کر درجہ بدرجہ نزول کے مراحل طے کرتے کرتے خاتم النبیین ﷺ پر شریعت کا نزول مکمل ہوا۔اب نہ کوئی نئی کتاب آئے گی، نہ کوئی دوسرا پیغمبر آئے گا اور نہ وحی الٰہی آئے گی'' ماكان محمد ابا احدمن رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين (سورۃ احزاب آیت ۴۰) لیکن مادیات کی ترقی ابھی تک ہو رہی ہے مادی ترقی سے حلال وحرام، جائز وناجائز، اور پاک وپلید کے باعتبار نئے سوال ابھرتے رہتے ہیں ان کے جوابات کے لئے جب ہم قرآن مجید، حدیث نبویؐ اوران سے ماخوذ فقہ اسلامی کی طرف رجوع کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ مسائل مفروغ عنہا ہیں اوران کے جوابات پہلے سے موجود ہیں دنیا کافی ترقی کر چکی ہے اوراس کو مزید ترقی کرنی ہے جب آخری نقطہ تک پہنچ کر کامل ہوگی تو اس پر زوال آئے گا '' ہر کمالے رازوال است '' اور قیامت آجائے گی۔

''قال الله تعالىٰ حتىٰ اذا اخذت الارض زخرفها و ازّينت و ظن اهلها انهم قدرون عليها اتاها امرناليلااو نهارافجعلناها حصيداكان لم تغن بالامس(سورۃ یونس آیت ۲۴) مفسر سعید حموی نے اس آیت کے تفسیر میں فرمایا ہے''ان الاية يمكن ان تفهم فهمين فهما قريبا و فهمابعيدا. و اماالبعيد فانما يدلناعليه و نراه فى عصرنافان الارض كلها فى عصرنا تتطور نحو التحسين و التزيين بشكل كبير و اصبح اهل الارض قريبين من الشعور بانهم مسيطرون عليها متمكنون منها حتىٰ لوارادوان يفنوا ما على الارض بالقنابيل الذرية والهيد روجينية و

غیر ھا لفعلوا ولایبعدان یأتی یوم یزداد ھذا الشعور وعلیٰ ھٰذاالفھم فقد یکون مانحن فیہ علامۃ علیٰ ان عمر الارض اصبح قریباوان الساعۃ اصبحت قریبۃ وھی قریبۃ بنص القرآن ولکن المرادان الأمر قد شارف (۳)

(۲):اسلام صرف عبادات کے مشاغل مخصوصہ تک محدود مذہب نہیں ہے بلکہ ایک دین ہے یعنی مکمل نظام حیات ہے اس کو دین سے تعبیر کر کے اس کے کامل ہونے کی بات کی گئی ''الیوم اکملت لکم دینکم (الأیۃ) الغرض شریعت اسلامی ایک نظریہ ہے اس کا ایک مقصد ہے اور عدل اس کا مزاج ہے اس کے سارے قوانین واصول اس کے مقصد عدل کے گرد گھومتے ہیں قرآن مجید میں تقویٰ کو بھی عدل کا ایک قریبی درجہ کہا گیا ہے ''اعدلوا ھوا قرب للتقویٰ (سورۃمائدہ آیۃ ۸) حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا ہے اِعلم اَنَ مِن اعظم المقاصد التی قصدت ببعثۃ الانبیاءعلیھم السلام دفع المظالم من بین الناس فان تظا لمھم یفسدحالھم و یضیق علیھم .الرحمۃ التامۃ الکاملۃ بالنسبۃ الیٰ البشر ان یھدیھم اللّٰہ الیٰ الاحسان وان یکبح ظا لمھم عن الظلم وان یصلح ارتفاقاتھم و تدبیر منزلھم وسیاسۃمد ینتھم (۴) انسان نے شریعت وعلم شریعت کو اٹھایا ہی اس لئے ہے کہ اپنے میں سے ظلم اور جہل کو مٹا کر عدل ومعرفت سے آراستہ ہوجائے ''فحملھا الانسان انہ کان ظلوماجھولا (سورۃ احزاب آیت ۷۲) عصر حاضر میں گونا گوں جدید معاشی معاملات ظہور پذیر ہوئے ان میں سے کئی معاملات اسلامی شریعت کے مزاج، روح، نظریہ اور مقصد سے مطابقت نہیں رکھتے کچھ علماء اسلام احساس کمتری میں مبتلا ہو کر ان کے اندر معمولی ردوبدل کر کے اور رنگ وروغن تبدیل کر کے ان کو جائز کے زمرے میں لے آتے ہیں جب کہ اس سے ان کی اصل حقیقت میں تبدیلی نہیں آتی صرف ظاہری شکل میں تھوڑا سا فرق ہو جاتا ہے اس طرح کی دستبرد سے ان معاشی اسکیموں کے بانی مرجع وماؤی سرمایہ دارانہ یہودی استحصالی نظام کو ایک گونہ تکیہ مل جاتا ہے اور نام کے غلط استعمال سے اسلام پر بدنامی آتی ہے اور استحصالی طبقوں کو اسلام کی حفاظتی چھتری مل جانے سے پسے ہوئے طبقات میں اسلام کے خلاف نفرت اور دوری کی لہر دوڑ جاتی ہے اور خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ مسائل حاضرہ میں یہ زاویہ نگاہ انتہائی غلط ہے اس کو تحقیق نہیں بلکہ تہی دستی کا کاسہ گدائی کہا جائے تو زیادہ موزوں ہے۔ اس میں دوستی کے روپ میں اسلام سے دشمنی ہو رہی ہے، بعض ایسے محقق فرماتے ہیں۔ یہ سارے معاملات الفاظ سے متعلق ہیں لفظی درستی ہو جائے ان کو درست ہی کہنا پڑے گا۔

خاتم الانبیاء ﷺ کی حدیث متواتر ہے ''انماالاعمال بالنیات'' اسی حدیث سے ماخوذ یہ فقہی قواعد ہیں العبرۃ فی العقود للمقاصد والمعانی لاللالفاظ والمبانی (۵) الامور بمقاصد ھا یعنی ان الحکم الذی یترتب علیٰ امر یکون علیٰ مقتضیٰ ماھو المقصود من ذالک الامر (۶) صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے والمعنیٰ ھو المقصود فی ھٰذہ العقود (۷) اس کے علاوہ اس طریق تحقیق میں ممنوع حیلہ کرنا پڑتا ہے اس طرح کے حیلہ سے حرمت، حلت میں تبدیلی نہیں ہوتی البتہ حیلہ گر انسان اصحاب السبت کی طرح عذاب الٰہی کا مستحق بن جاتا ہے ابواسحاق غرناطی شاطبیؒ نے فرمایا ہے '' ان اللّٰہ اوجب اشیاء وحرم اشیاء اما مطلقا من غیر قید ولاترتیب علیٰ سبب فاذاتسبب المکلف فی اسقاط ذالک الوجوب عن

نفسه او فی اباحة ذالک المحرم علیه بوجه من وجوه التسبب فهٰذا التسبب یسمیٰ حیلۃو تحیلافھوتحیل علیٰ قلب الاحکام الثابتة شرعا الیٰ احکام اخر بفعل صحیح الظاھر لغوفی الباطن . الحیَل فی الدین بالمعنیٰ المذکور غیر مشروعة فی الجملة (وان صح بعضھااذالم یتغیرھا مصلحة عامة للشرع) والدلیل علیٰ ذالک مالاینحصر من الکتاب والسنة فمن الکتاب ”و لقد علمتم الذین اعتدوامنکم فی السبت الأیة“ لانھم احتالوا لاصطیاد فی السبت فی صورةالاصطیادفی غیرہ ومن الاحادیث ”لایجمع بین متفرق ولایفترق بین مجتمع خشیة الصدقة لاتر تکبوا مارتکبت الیھود والنصاریٰ یستحلون محارم اللّٰہ بادنیٰ الحیل . قاتل اللّٰہ الیھود حرمت علیھم الشحوم فجملوھا و باعواواکلواثمنھا“ والاحادیث فی ھذا المعنیٰ کثیرة کلھادائرہ علیٰ ان التحیل فی قلب الاحکام غیرجائز وعلیه عامة الامة من الصحابة والتابعین انتھیٰ ملخصا(۸) فقیه خالدالاتاسی نے اشارہ کیا کہ دوسرے لوگوں سے وابستہ معاملات مالیہ میں حیلہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔فرماتے ہیں ”وفی حاشیة الاشباہ والنظائر للسید الحموی عن التاتار خانیه ومذھب علما ئنا ان کل حیلة یحتال بھا الرجل لابطال حق الغیر او لاد خال شبھة فیه فھی مکروھة یعنی تحریماو فی العیو ن وجامع الفتاویٰ لایسعه ذالک وکل حیلة یحتال بھا الرجل لیتخلص بھاعن حرام او لیتو صل بھا الیٰ حلال فھی حسنة و ھو معنیٰ مانقل عن الشعبی لاباس بالحیلة فیمایحل(۹) قول باری تعالیٰ وماجعل علیکم فی الدین من حرج (سورۃ حج آیت ۷۸) یرید اللّٰہ بکم الیسرولایریدبکم العسر (سورة بقرہ آیة ۸۵) اورحدیث یسرواولاتعسروا پرعمل کرنا ہےلیکن حقائق کوتوڑ کرنہیں اور غرض شارع کوموثر کرنہیں۔

فقہی قاعدہالضرورات تبیح المخطورات سےحیلہ گری کیلئے ایک عام مغالطہ دیکھنے میں آیا ہے۔عموماًاس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مطلق ضرورت میں حرام حلال ہوجاتا ہے پابندی نرم ہوجاتی ہےاورشرائط کم ہوجاتے ہیں اس لئےضروری ہے کہ ضرورت مبیحہ کی وضاحت کردی جائے۔

مذکورہ بالافقہی اصل کاماخذیہ آیت فمن اضطرغیر باغ ولا عاد فلااثم علیه (سورة بقرة آیة ۱۷۳) یعنی مردار،خون مسفوح خنزیراورغیراللہ کےتقرب کے لئے منت مانی ہوئی چیزیں حرام ہیں مگر جوسخت مجبور ہواس کے لئے حلال بشرطیکہ مستی کے خیال سے نہ کھائے اورمجبوری کے مقدار سےزیادہ نہ کھائے ایک آیت میں ہےوقد فصّل لکم ماحرّم علیکم الا مااضطررتم الیه (سور ۃ انعام آیة ۱۱۹) یعنی اللہ تعالیٰ نےجن چیزوں کوتمہارےاوپرحرام کیا ہےاس کوکھول کے بیان فرمایا ہےمگرتمہاری حالت اضطراری میں ان کااستعمال (حلال ہے)اضطراری حالت کابیان کرتے ہوئےفقیہ ابوبکرجصاص رازیؒ نےفرمایا ہے ” فعلق الاباحة بوجود الضرورة والضرورة ھی خوف الضرربترک الاکل اماعلیٰ نفسه اوعلیٰ عضو من اعضائه فمتیٰ اکل بمقدار مایزول عنه الخوف من الضررفی الحال فقد زالت الضرورة .وقد انطویٰ تحته معنیان

احدهماان یحصل فی موضع لایجد غیرا لمیتة والثانی ان یکون غیر ھا موجود ا ولکنه اکره علیٰ اکلھا بوعید یخاف منه تلف نفسه اوتلف بعض اعضائه وکلاالمعنیین مراد بالأیةعندنالاحتمالھما(۱۰) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے فمن اضطر یعنی پس که ناچار کرده شود بخوردن ایں چیز ہا وایں اضطرار راچندصورت است اول آنکه بسبب گرسنگی بی تاب شود و چیزے حلال برائے خوردن نیابدخواه بسبب بی مقدوری و خواه بسبب نایا فت و با یں مرتبه ضعیف گردد که طاقت استادن درنماز نماند بداند که اگرمن این وقت بقدر سدرمق نه خواهم خودرآئند ہ از تلاش معاش و اظهار حال خود نزد کسے و سوال و آمدورفت بازار درمانده خوا ہم گشت یاد رسفرے واقع شود و طاقت رسیدن بمنزل و آبادی درونماندپس آن وقت اورابقدرسد رمق و حفظ قوت خوردن این چیزہا معاف است ودوم آنکه بمرضے گرفتار شود و دوائی غیر ازیں چیزہانیابدیاحکمائی متدین اتفاق کرده بگویند که دوائی این مرض ازہمیں چیزہااست مانند ضیق نفس که بیشتر باطفال لاحق سے شود و آنرابلغت ہندیه نامند علاجش خون خرگوش است سوم آنکه ظالمے که قدرت ہلاك کردن وایذاء شدید دادن دارد برخوردن ایں چیز جبر نما ید و درذہن او ہم یقین حاصل گردد که اگر من این چیزہا رانخواہم خورد مرافی الواقع ہلاك خواهد کر دیا عضوی از اعضائی من تلف خواہد کردیا کسی از عزیزان من ہمیں قسم ایذاخواه داد(۱۱)

سید احمد حموی نے ضرورت اور حاجت وغیرہ کا فرق نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے" فی فتح القدیر ھھنا خمسة مراتب ضرورة وحاجة و منفعة وزینة و فضول فالضرورة بلوغه حداان لم یتناول الممنوع ھلک او قار ب وھذایبیح تنا ول الحرام والحاجة کالجائع الذی لولم یجدمایاکله لم یھلک غیرانه یکون فی جھد و مشقة و ھذا لایبیح الحرام ویبیح الفطر فی الصو م وا لمنفعة کالذی یشتھی خبزا و لحم الغنم و الطعام الدسم والزینة کالتشھی بحلوی والسکر والفضول التوسع باکل الحرام والشبعة (۱۲) عام طور پر جن معاملات کو حلال بنانے کے لئے حیلے کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر پانچویں درجہ فضول میں اور کچھ زینت اور کچھ منفعت میں آتے ہیں۔شرائع میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ سب حکمت اور مصلحت سے پُر ہیں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے شریعت اور علم شریعت کو حکمت سے تعبیر فرمایا ہیں یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤ ت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۶۹) و لقد من اللہ علیٰ المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیاته و یز کیھم و یعلمھم الکتاب والحکمة (سورۃ آل عمران آیة ۱۶۴) قرآن مجید کی طرح ہر آسمانی کتاب میں آئے ہوئے احکام حکمت سے آراستہ ہیں کذا قال الشاطبی۔

دنیا میں جتنی بھی اشیاء ہیں یا معاملات ہیں دنیوی لحاظ سے ان میں سے کوئی بھی نہ نفع سے خالی ہے نہ ضرر سے خیر اور شر، نفع اور ضرر دنیا کے اندر آپس میں ایسے مختلط ہین کہ انسان اپنے طور پر اس کا فیصلہ کرنے سے قاصر ہے کہ کس چیز میں ضرر غالب ہے کہ اس سے

پرہیز کی جائے اور کس میں نفع زیادہ ہے کہ اس کو اپنایا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شرائع کو نازل فرمایا جس میں اس کی وضاحت اور تعیین ہے کہ فلاں چیز اور کام میں نفع مطلوب ہے اس کو کرنا چاہئے۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما(سورۃ بقرہ آیۃ ۲۱۹)ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث (سورۃ اعراف آیۃ ۱۵۷) لوگ معاملات خبیثہ اور فاسد اسکیموں کے ظاہری دنیوی منافع کے بیان سے دفتر بھر دیتے ہیں لیکن اس کے نفع کا اس کے نقصانات سے موازنہ نہیں کرتے شاید ان حضرات کی نظر سورۃ بقرہ کی آیت بالا کے جملہ واثمهما اکبر من نفعهما پر نہیں پڑی۔ابو اسحاق شاطبیؒ نے فرمایا ہے" کماان المفاسد الدنیویة لیست بمفاسد محضه من حیث مواقع الوجود اذمامن مفسدة تفرض فی العادة الجاریة الاویقترن بها او یسبقها او یتبعها من الر فق واللطف و نیل اللذات کثیرا ویدل علیٰ ذالک ماهوالا صل وذالک ان هٰذه الدار و ضعت علیٰ الامتزاج بین الطرفین والاختلاط بین القبیلتین فمن رام استخلا ص جهة فیها لم یقدر علیٰ ذالک برهانه التجربة التامةمن جمیع الخلائق واصل ذالک الاخبار بو ضعها علیٰ الابتلاء والاختبار والتمحیص قال اللّٰه تعالیٰ ونبلوکم بالشروالخیر فتنةلنبلوکم ایکم احسن عملا . فالمصلحة اذا کانت هی وقد جاء فی الحدیث حفت الجنة بالمکاره و حفت النار بالشهوات فلهٰذا لم یخلص فی الدنیا لاحد جهة خالیة من شرکة الجهة الاخریٰ فاذاکان کذالک فالمصالح و المفاسد الراجعة الیٰ الدنیا انما تفهم علیٰ مقتضیٰ ماغلب فاذاکان الغالب جهة المصلحةفهی المصلحة المفهو مه عرفاواذاغلبت الجهة الاخریٰ فهی المفسدة المفهومه عرفا . فالمصلحة اذاکانت هی الغالبة عند مناظر تها مع المفسدة فی حکم الاعتیادَ فهی المقصودة شرعا و بتحصیلها وقع الطلب علی العباد فان تبعها مفسدة او مشقة فلیست بمقصودة فی شرعیة ذالک الفعل و طلبه کذ الک المفسدة ورفعها شرعا(۱۳) اسی شرعی کلیہ کے تحت ہر معاملہ کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے گا کہ اس کے مفاسد اغلب ہیں یا منافع مفاسد کے غالبیت میں معاملات فاسدہ ممنوعہ ہو جائیں گے اور منافع کی اغلبیت سے معاملات مطلوب اور مشروع ہو جائے گی اس میں عادات الناس اور افہام الناس پر حاکم اور قاضی شرع ہے۔ مطلب یہ کہ اس میں رنگ وروغن کو نہیں حقیقت کو مدنظر رکھا جائیگا۔ المجلة الفقهیة میں مذکور مندرجہ ذیل قواعد بھی اسی نقطہ نظر کی ترجمانی کرتے ہیں۔

قاعدہ ۲۶ .یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام :

قاعدہ ۲۷ .الضرر الاشد یزال بالاخف

قاعدہ ۲۸ .اذاتعارض مفسد تان روعی اعظمهما ضرراً :

قاعدہ ۲۹ .یختار اهون الشرین

قاعدہ ۳۰ .درأالمفاسد اولیٰ من جلب المنافع (۱۴)

موجودہ دور میں جن مسائل نے لوگوں کو سرگردان بنادیا ہے اور علماء کرام اور مفتیان عظام کو بھی پریشان کیا ہے وہ معاشی، اقتصادی اور تحصیل مال کی گوناگوں صورتیں اور پرکشش نئی اسکیمیں ہیں نیا چہرا لے کر سامنے آنے والی ان اسکیموں پر اگر گہری نظر کی جائے تو زیادہ تر یہ وہی کاروباری صورتیں ہیں جن کا قرآن مجید میں بالاجمال اور احادیث نبویہ میں بتفصیل ما اور فقہ اسلامی میں بالتفصیل التام ذکر موجود ہے اگر دور حاضر کے مفتیان کرام خالی الذہن ہو کر یعنی کسی بھی ذہنی رجحان کو مدنظر رکھے بغیر بغور مطالعہ فرمائیں گے تو ان مسائل کے تہہ تک پہنچنا اور ان کی حقیقت کا جان لینا مشکل محسوس نہیں کریں گے۔ آج کل کے گوناگوں مسائلِ معاشیات میں سے مجھے صرف تین پر سرسری نظر کرنی ہے ۱) الکحل کی نجاست کا مسئلہ جو خود تو معاملہ نہیں لیکن خرید وفروحت کے اکثر معاملات میں دخیل ہے۔ (۲) انشورنس کے انواع واقسام (۳) صنعتی وغیر صنعتی حصص کی خرید وفروخت واللہ المؤفق للسداد والصواب والیہ المراجع و المآب

الکحل:

الکحل اور اسپرٹ شراب کے ست یا خلاصہ ہیں ان کے احکام معلوم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ شراب کے اقسام اور ان کے احکام معلوم کئے جائیں۔ شراب کے کئی اقسام ہیں ایک خمر ہے جس کو قرآن نے نجس کہا ہے یہ انگور کا کچا پانی ہے جس کو آگ پر ہلکائے بغیر کچھ وقت بند کر کے رکھا جاتا ہے تاکہ جوش میں آئے اور اس پر جھاگ آجائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے ہاں یہ خمر حرام لعینہ اور نجس لعینہ بنجاسۃ غلیظہ ہے۔ انگور اور کھجور کے اشربہ میں سے کچھ اقسام حرام ہیں لیکن ان کی نجاست خفیفہ ہے امام سرخسی نے ایسے ایک شراب کے متعلق فرمایا ہے واماحکم النجاسةفيه فلانه مختلف بين العلماء رحمهم الله فى حرمته و يتحقق فيه معنىٰ البلوىٰ ايضا وباعتبار هذين المعنيين يخف حكم النجاسة كما فى بول ما يؤكل لحمه(۱۵) انگور، کشمش اور کھجور کے دوسری اشیاء سے بنے ہوئے شراب صرف مسکر ہونے کی صورت میں حرام ہیں لیکن وہ نجس نہیں ہیں۔ ملک العلماء کاسانیؒ نے فرمایا ہے واما المذر والجعة والتبع وما يتخذ من السكر والتين و نحو ذالک فيحل شر به عند ابى خنيفةؒ قليلاً كان او كثيراً مطبوخاً كان او نيئا ولا يحد شاربه وا ن سكر روى عن محمدؒ انه حرام بناء علىٰ اصله ان ما اسكر كثيره فقليله حرام كا لمثلث وقال ابويو سف (كذا وكذا) ثم رجع ابو يوسف عن ذالک الىٰ قول ابى حنيفة (۱۶) اصول فتویٰ میں ہے کہ اگر امام صاحب کی فتویٰ سے صاحبین دونوں متفق نہ ہوں لیکن وہ آپس میں بھی ایک جواب پر اتفاق نہ کرتے ہوں یا صاحبین میں سے ایک امام ابوحنیفہؒ کا ہم خیال ہو تو ان دونوں صورتوں میں امام صاحب کا قول راجح ہوگا۔ فقیہ ابن عابدین شامیؒ نے فرمایا ہے والحاصل انه اذا اتفق ابو حنيفة وصاحباه على جواب لم يجز العدول عنه الالضرورة و كذا اذاوافقه احدهما فان انفرد كل منهما بجواب بان لم يتفقا علىٰ شئى فالظاهر ترجيح قوله ايضا(۱۷) امام سرخسی نے مبسوط میں ظاہر الروایۃ کی کتاب الجامع الصغیر کی ایک عبارت نقل کی ہے ہم نے اس کو اصل سے لیا ہے محمد عن يعقوب عن ابى حنيفه (رضى الله عنهم)قال الخمر حرام قليلها و كثيرها والمسكر و هوالنِيّ من ماء التمر ونقيع الزبيب اذا اشتد

حرام اومکروہ والطلاء وھوالذی ذھب اقل من ثلثیه من ماء العنب وما سویٰ ذالک من الاشربة فلاباس به وقال محمد رجع ابویوسف الیٰ قول ابی حنیفة (۱۸) آج کل شراب کے مذکور بالا چار اقسام (بشرائطھا) مفقود ہیں جو موجود ہیں نشہ کی حدتک نہ پہنچنے کی صورت میں لاباس به میں شامل ہیں۔ وقت کی ضرورت اور سدباب کے لئے ان کی حرمت میں امام محمدؒ کے قول کو لیا جائے جیسے فقہاء نے ایسا کیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ماثبت با لضرورة تتقدر بقدر الضرورة کے مدنظر ان کی نجاست میں امام محمدؒ کے قول کو ترجیح نہیں دی جائے گی خصوصاً ان کے خلاصہ اور ست الکحل اور اسپرٹ میں کسی بھی طرح نجاست کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور عموم بلویٰ کی وجہ سے دواؤں میں داخل ان کے قلیل مقدار کو بھی حرام نہیں کہا جائے گا بلکہ اس میں بھی اصل مذھب (امام ابوحنیفہؒ کے قول) پر عمل کیا جائے گا۔ شیخین نہ ایسے شرابوں کو پلید کہتے ہیں اور (بغیر سکر کی حد کے) ان کو حرام بھی نہیں کہتے کمامر ایک حدیث میں خمر اور غیر خمر کا فرق مذکور ہے "حرمت الخمر لعینها والمسکر من کل شراب" (۱۹) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ نے فرمایا ہے "ہومیو پیتھک دواؤں میں اگر اسپرٹ یا اور کوئی نشہ آور دوائی شامل ہوتا ہے علاج کے لئے ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ سوائے انگوری شراب کے جو خمر ہے اور شرابیں ناپاک نہیں نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام تو ہیں مگر ناپاک نہیں تو ان کی اتنی مقدار جو نشہ آور نہ ہو علاج کے لئے استعمال کرنے کی گنجائش ہے (۲۰) آج دنیا کی اکثر اشیاء الکحل میں مبتلا ہیں۔ فقہ حنفی کی ظاہر روایت اور قول شیخین میں ان کے جواز کی واضح گنجائش موجود ہے۔ ان کی نجاست اور ہر حال میں حرام ہونے کا فتویٰ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت محمدؒ کا ہے ان کے قول کو بنیاد بنا کر خلق اللہ کو پریشان نہیں کرنا چاہیئے حنابلہ اور شوافع اس معاملہ میں زیادہ سخت ہیں اس کے باوجود حنبلی مفتی صالح بن عثیمین جو کہ اللجنة الدائمه والمجمع الفقهی للسعودیة العربیة کے رکن تھے انہوں نے الکحل کے خارجی استعمال کو جائز قرار دیا ہے اور اس کو غیر نجس کہا ہے (۲۱) ڈاکٹر احمد شرباصی نے لجنة الفتویٰ بالازہر کے حوالہ سے اپنا فتویٰ دیتے ہوئے فرمایا ہے کانت لجنة الفتویٰ بالازهر قد سئلت مثل هذاالسوال فاجابت بان الکحول لاتتنجس به و هذاهومانختاره لقوة دلیله و لدفع الحرج اللازم للقول بنجاسته (۲۲) ڈاکٹر شرباصی نے سینٹ وغیرہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا "یقول الله تبارک وتعالیٰ و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ویقول ایضا یریدالله بکم الیسرولایریدبکم العسرلذالک افتیٰ العلماء بجواز استعمال العطور والسبرتوالابیض مع وجودمادة الکحول فیها (۲۳)

الکحل میں ملی ہوئی دواؤں کا حکم:

۱) اسپرٹ کی دوائیں علاج کے لئے مباح ہیں، بوقت ضرورت جب کہ طبیب حاذق کہہ دے کہ اب علاج یہی ہے جائز ہوتی ہے

علت: انگریزی دواؤں میں اسپرٹ میتھی لٹیڈ کی آمیزش ہوتی ہے جو روغنوں اور رنگوں میں ڈال کر استعمال کی جاتی ہے اور وہ شراب نہیں ہے۔ اس لئے اس کی آمیزش سے دواؤں کی بیع وشراء ناجائز نہیں ہوگی۔

۲۔ پرائمس چولھے میں سپرٹ کی آمیزش:

میتھلیٹڈ اسپرٹ جو چولھے میں جلائی جاتی ہے اس میں جز مسکر الکحل نے اس طرح ترکیب پائی ہے کہ میتھلیٹڈ مسکر نہیں ہے اس لئے اس کا جلانے میں استعمال جائز ہے۔

۳۔ شراب کا خارجی استعمال:

سوال: بعض شفاخانوں میں عام طور پر بچہ ہونے کے فوراً بعد زچہ کو یا تولال برانڈی یا کسی اور قسم کی تیز شراب پلائی جاتی ہے یا اس کے پھالے اندام نہانی میں رکھوائے جاتے ہیں مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ رحم کا منہ سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ کیا مسلمان عورتوں کے لئے یہ علاج جائز ہے؟

الجواب: یہ فعل شراب کا خارجی استعمال ہے اگر اس فعل سے زچہ کو نمایاں فائدہ ہوتا ہو تو یہ حرام نہیں ہے۔ البتہ اس سے احتراز اولیٰ اور افضل ہے۔ (کفایت المفتی ج:۹/۱۴۰/۱۴۱) فقہ کی کتابوں میں اس کی بعض نظیریں ملتی ہیں

کمافی الهندية : ادخل المرارة فی اصبعه للتداوی قال ابو حنيفة لايجوز وعندابی يوسف يجوز وعليه الفتویٰ ترجمہ: ازراہ علاج اپنی انگلی پتا پر داخل کردے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدنا جائز اور حرام ہے۔ اور امام ابو یوسف کے یہاں جائز اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (الھندیہ ج:۴۴ ص ۱۱۲ اردو مترجم)

پاؤنٹین پین میں الکحل کا استعمال (انگریزی روشنائی کا حکم)

حضرت تھانویؒ کے دور میں اس روشنائی کے استعمال کے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ کھڑا ہو گیا، اس لئے کہ اس روشنائی میں اسپرٹ ہوتی ہے اور اسپرٹ میں الکحل شامل ہوتی ہے جو شراب ہی کی ایک قسم ہے اور شراب نجس ہے تو اسپرٹ بھی نجس ہوگی۔ اور اس اسپرٹ سے بننے والی روشنائی بھی نجس ہونی چاہیئے۔ لہذا اس روشنائی کا استعمال ناجائز ہونا چاہیئے۔ حضرت تھانویؒ نے اس مسئلے کی تحقیق کے بعد ایک مفصل فتویٰ تحریر فرمایا جس میں آپ نے لکھا کہ جو "الکحل" اسپرٹ میں شامل ہوتی ہے وہ اشربہ اربعہ میں سے کسی سے بنی نہیں ہوتی لہذا نہ وہ کھجور کی ہوتی ہے اور نہ وہ انگور کی ہوتی ہے۔ اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق یہ روشنی ناپاک نہیں۔ لہذا اس کا استعمال جائز ہے اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔ اھ (درس ترمذی ج ۴/۳۸)

بیمہ (انشورنس یا التامین)

بیمہ انگریزی لفظ انشور کا ترجمہ ہے جس کے معنی یقین دھانی کے ہیں عربی میں اس کے لئے لفظ تامین استعمال ہوتا ہے۔ تامین امن و امان پر دلالت کرتا ہے اور تمام انسان امن کو چاہتے ہیں اور اس کے متلاشی ہیں۔ قرآن مجید نے مؤمنین کی اوصاف ذکر فرمائی ہیں **" الذين آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئک لهم الامن وهم مهتدون (سورت انعام آية ۸۲) واذ جعلنا البيت مثابة للناس وامنا (سورت الايلاف)** لیکن امن کی لغوی معنٰی میں اور اقتصادیات اور معاملات میں مروج تامین میں زمین و آسمان کا فرق ہے تامین (انشورنس) کی مروجہ اسکیمیں چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں شروع ہوئیں (۲۴) اور استعماریت

کے دور میں پروان چڑھیں اس لئے شرعی لحاظ سے اس کی تحقیقات سابقہ اور قدیم فقہی کتابوں میں نہیں پائی جاتی سوائے فقیہ ابن عابدین شامی کے جو تیرھویں صدی ھجری کے عالم ہیں اس کے ایک فتویٰ میں اس زمانے کا مروجہ "سوکرہ" کا ذکر ہے جس کی کسی حد تک آج کی تامین سے مناسبت ہے (یہ فتویٰ آگے آئے گا) اگرچہ بیمہ کی ابتداء جذبہ تعاون سے ہوئی لیکن یہودیوں نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہودی نظام استحصال میں تبدیل کردیا۔ چونکہ یہ اسکیمیں یہودونصاریٰ کی طرف سے پروان چڑھیں اور انہوں نے ان کے تفصیلات طے کیئے اس لئے علماء اسلام اس کے ہر پہلو کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آج کے یہودونصاریٰ خباثتوں کے منبع اور مائی باپ ہیں اس لئے احتیاط کرنی بھی چاہیئے۔ انشورنس ایک معاملہ جو طالب اور کمپنی کے مابین طے پاتا ہے کہ طالب ایک متعین مدت تک رقم حسب شرائط بالاقساط ادا کرتا ہے اور معین مدت کے بعد، ادا کردہ رقم بمع زائد مال کے اس کو یا اس کے نامزد کردہ وارث کو کمپنی ادا کرتی ہے زائد مال شرح فیصد کے حساب سے مقرر ہوتا ہے۔ اگر طے کردہ مدت سے پہلے ہلاکت بھی ہوجائے تو مدت پورے ہونے پر جو رقم بمع سود ملتی وہ اب قبل از وقت کمپنی ادا کرتی ہے اور اس صورت میں بقایا قسطیں بھی ختم ہوجائے گی اور شرح سود بھی زیادہ ملتی ہے۔

انشورنس کی قسمیں:

انشورنس کی چار قسمیں ہیں زندگی کی یا کسی عضوے کی سلامتی کا بیمہ۔ املاک گاڑی وغیرہ کی تامین، ذمہ داری (شادی کرانے وغیرہ) کی انشورنس، دستاویزات اور سندات وغیرہ کے حفاظت کی تامین۔ انسان یا گاڑی وغیرہ کو ماہرین دیکھ کر ان کے بقاء کی صلاحیت کا اندازہ کرتے ہیں اس کے مدنظر مدت مقرر کی جاتی ہے۔ پہلے اس طرح ہوتا تھا۔ ممکن ہے اب اس طرح نہیں کیا جاتا ہو۔ زندگی یا عضوے کی سلامتی کا بیمہ تو عقلاً اور شرعاً کسی بھی طرح جائز نہیں ہے لیکن انشورنس کے دوسرے اقسام بھی شرعاً ناجائز ہیں۔ سوائے چند علماء کے تمام فقہائے عالم کی متفقہ رائے ہے کہ انشورنس شریعت کے خلاف ہے

اولاً: اس میں سود ہے کیونکہ اس میں ادا کردہ رقم سے فیصد شرح کے حساب سے زائد رقم بطور معاہدہ کے دی جاتی ہے

ثانیاً: اس میں قمار اور جوا ہے کیونکہ یہ معاملہ علی سبیل الخطر ہے ممکن ہے کہ رقم ادا کرنے سے پہلے گاڑی ضائع ہوجائے اور ادا کردہ اور غیر ادا کردہ رقم بمع سود کثیر کے اس کو مل جائے یا تمام رقم ادا کرنے پر رقم بمع سود قلیل کے ملے یہ احتمالات تامین کی ترغیبات میں شامل ہیں اس وجہ سے بھی یہ قمار میں شامل ہے۔

ثالثاً: اس میں جہالت اور تغریر ہے۔

رابعاً: اس میں تقدیر الامر سے صرف نظر ہے۔

قرآن مجید میں ہے **احل اللہ البیع وحرم الربوا** (سورت بقرہ آیت ۲۷۵) **یاایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون** (سورۃ مائدہ آیت ۹۱) صحیح بخاری سوائے صحاح خمسہ میں حدیث ہے **نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن بیع الغرر وعن بیع الحصاۃ** (۲۵) شارح الصحاح الستۃ محدث ابوالحسن الکبیر السندی نے غرر کی شرح کرتے ہوئے فرمایا "**ھو ما کان لہ ظاھر یغر المشتری وباطن**

مجهول او ما كان بغير عهدة ولاثقة ويدخل فيه بيوع كثيرة من كل مجهول وبيع الأبق و المعدوم وغير مقدور التسليم (۲۶) واحاديث الايمان بالعقد ير مشهورة معلومة " بعض علماء علامہ شامیؒ کے دور میں مروج ''سوکرہ'' پر قیاس کر کے انشورنس کے تمام اقسام کے جواز کی بات کرتے ہیں۔

سوکرہ کے متعلق فقیہ شامیؒ کی عبارت:

" جرت العادة ان التجار اذا استاجروا مركبامن حربى يد فعو ن له اجرته ويد فعو ن ايضامالا معلو مالرجل حربی مقیم فی بلاده يسمىٰ ذالک المال "سوكره " علىٰ انه مهما هلک المال الذى فى المركب بحرق او غرق او نهب او غير ه فذالک الر جل ضامن بمقا بلة ماياخذه منهم وله وكيل عنه مستا من فى دار نايقيم فى بلاد السواحل الاسلاميه باذن السلطان يقبض من التجار مال سو كرة واذا هلک من مالهم فى البحر شئى يؤدى ذالک المستامن للتجار بد له تماما والذى يظهرلى انه لا يحل للتاجر اخذ بد ل الهالک من ماله لان هذا التزام مالا يلزم فان قلت ان المود ع اذا اخذاجرة علىٰ الوديعة يضمنهااذا هلكت قلت مسئلتنا ليست من هذا القبيل لا ن المال ليس فى يد صاحب السو كرة بل فى يد صاحب المركب وان كا ن صاحب السوكرة هو صاحب المركب يكو ن اجير امشتر كا قد اخذ الاجرة علىٰ الحفظ و علىٰ الحمل و كل من المودع والاجير المشترک لا يضمن مالا يمكن الاحتراز عنه كالموت والغرق و نحو ذالک (۲۷) عبارت میں واضح ہے کہ اس وقت کی مروجہ سوکرہ کو علامہ شامی جائز نہیں سمجھتے تھے۔اور سوکرہ بعینہ انشورنس بھی نہیں ہے اس جزئے سے صرف یہ گنجائش نکل سکتی ہے کہ انشورنس کمپنی گورنمنٹ کی ہو اور انشورنس زندگی یا عضوے کی نہ ہو بلکہ اموال گاڑی وغیرہ کی ہو اور صرف چوری اور ڈاکہ کی حفاظت وسلامتی کے متعلق ہو ایسی صورت انشورنس کی قسطیں صورت میں قسطیں ہوں گی اور حقیقت میں مزید ٹیکس ہوگی گورنمنٹ ٹیکس لینے کی وجہ سے پہلے ہی اس کی ذمہ دار ہے مگر مروج انشورنس چوری کے سوائے اتفاقی حادثات بھی عقد میں شامل ہوتے ہیں اور زیادہ انشورنس کمپنیاں غیر حکومتی ہیں اس لئے جواز کی صورت نہیں نکالی جاسکتی۔

ہندوستان کے بعض علماء کا فتویٰ:

ہندوستان کے بعض علماء نے وہاں کے حالات کے پیش نظر فرمایا ہے فقہی اصول ہیں۔(۱) الضرورات تبيح المحظورات (۲) الحاجة قد تتنزل منزلة الضرورة اس لئے جہاں مسلمانوں کی جان اور املاک مذہبی فسادات اور تعصب کی وجہ سے غیر محفوظ ہوں تو مصلحتاً انشورنس کی اجازت ہونی چاہئے۔لیکن رقم وصول کر کے اپنی ادا کردہ رقم مالک یا ورثاء اپنے پاس رکھیں۔اور زائد رقم کو بری الذمہ ہونے کی نیت سے نہ کہ صدقہ کی نیت سے رفاہی کاموں میں یا مساکین کو دیا جائے۔وہ بھی ان کو جائز نہیں سمجھتے صرف فسادات اور نقصانات کے روکنے کا اس کو ذریعہ سمجھتے ہیں انشورنس کمپنی والے از خود فساد کے روکنے کی کوشش کریں گے اپنے مالی خسارہ سے بچنے

کے لئے انشورنس کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ گورنمنٹ کے قواعد کی وجہ سے مجبور ہو کر کرنی پڑتی ہیں ایسی صورت میں انشورنس کرنے کا گناہ حکومت پر ہوگا گاڑی کا مالک یا سرکاری ملازم گناہ گار نہیں ہوں گے البتہ گاڑی کی انشورنس کی صورت میں چوری یا زبردستی گاڑی چھین کر لے جانے سوائے ہلاکت کی تمام صورتوں میں اور مدت انشورنس کے تمام کرنے کی صورت میں ملنے والی رقم سے اپنی ادا کردہ رقم جدا کر کے باقی مال، خبیث مال سے بری الذمہ ہونے کے ارادہ سے مساکین کو دیا جائے (۲۸)

سرکاری ملازم کی انشورنس:

سندھ گورنمنٹ کی فنانس پالیسی میری معلومات کے مطابق یہ ہے کہ نان گریڈ (۱۵ گریڈ تک) ملازمین کی تنخواہ سے گروپ انشورنس کی مد میں کٹوتی نہیں ہوتی بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس ملازم کے متعین کردہ وارث انشورنس کے طور پر رقم ہے جو دوران ملازمت فوت ہو جائے۔ ریٹائر ہونے کی صورت میں اس مد میں اس کو کچھ نہیں ملتا۔ گزیٹیڈ افسروں کی تنخواہ سے انشورنس کی مد میں کچھ کٹوتی ہوتی ہے لیکن ریٹائرڈ ہونے کی صورت میں ان میں سے کسی کو بھی انشورنس کی رقم نہیں ملتی البتہ اگر دوران ملازمت افسر فوت ہو جائے تو اس کے متعین کردہ آدمی کو انشورنس کی رقم ملتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ سارا کام گورنمنٹ، مرحوم ملازم کے عیال سے تعاون کے طور پر کرتی ہے۔ گزشتہ افسروں سے کٹوتی بھی ایسے ملازمین کے عیال کے بہبود کیلئے کی جاتی ہے جو دوران ملازمت فوت ہو جائیں۔ یہ اس فنڈ میں تعاون کا ایک حصہ ہے۔ یہ نام کی انشورنس ہے۔ انشورنس کی حقیقت سے خالی ہے جیسے پراویڈنٹ فنڈ کے ساتھ ملنے والی زائد رقم صورت اور نام میں انٹریسٹ (سود) ہے لیکن شرعی قواعد کے مطابق اس میں سود کی حقیقت نہیں پائی جاتی۔ فرق یہ ہے کہ جی پی فنڈ میں کٹوتی پر اضافہ ملتا ہے اور انشورنس میں ایسی بات نہیں اس لئے محقق علماء کے مطابق پراویڈنٹ فنڈ میں شرعی میراث جاری ہوگا نہ گروپ انشورنس کے ملنے والے فنڈ میں گروپ انشورنس کی رقم گورنمنٹ کا خالص عطیہ ہے اس پر استحقاق گورنمنٹ کے رولز کے مطابق ہوگا۔

جبری بیمہ ''گروپ انشورنس'':

مولانا جنید عالم ندوی نائب مفتی امارت شرعیہ بھاروا ڑیسہ نے فرمایا ''انشورنس کا پانچواں قسم جبری بیمہ گروپ انشورنس بھی اس کو کہتے ہیں اس کی صورت بھی درحقیقت پراویڈنٹ کی طرح ہوتی ہے پراویڈنٹ کی اضافی رقم کے جواز کی جو علت بیان کی جاتی ہے وہی علت پراویڈنٹ فنڈ گروپ انشورنس میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے دونوں صورتوں میں ملازمین کی تنخواہ سے جبراً قانوناً کچھ رقم ماہ بہ ماہ وضع کر لی جاتی ہے اور اسے دوگنی کر کے محفوظ کر دی جاتی ہے جو ملازمین کے انتقال یا ریٹائرڈ ہونے کے بعد خود ملازمین کو یا ورثاء کو اضافہ کے ساتھ ملتی ہیں چونکہ یہ رقم ملازمین کے قبضہ میں آنے سے قبل ہی جبراً وضع کر لی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس پر سود کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اس لئے علماء نے اس کو حکومت کی طرف سے ایک طرح کا انعام وتبرع واحسان قرار دے کر جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ لہذا پراویڈنٹ کی رقم پر قیاس کرتے ہوئے گروپ انشورنس کی اضافی رقم بھی جائز قرار پائے گی (۲۹) مولانا ندوی نے گروپ انشورنس کی جو صورت بیان کی ہے اگر واقعی اس طرح ہو تو فتویٰ ندوی صاحب کا صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایسا ہو۔ لیکن میری دانست میں پاکستان میں اس طرح نہیں ہے کما مر۔

حصص کی خرید وفروخت:

اس وقت حصص کی خرید وفروخت کا ایک وسیع کاروبار ہے جو اسٹاک ایکسچینج کے ذریعے ہو رہا ہے۔ بینکوں اور کارخانہ جات سے لے کر ہر مالی ادارہ کے حصص کئے جاتے ہیں جن کی مالیت تخمینہ کے طریق پر روزانہ بڑھتی اور گرتی رہتی ہے۔ بائع اور مشتری میں سے کسی کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا بیچ رہا ہوں؟ بلڈنگ، مشنری، خام اور تیار مال، نقد اور ادھار کیا کیا ہے؟ بس خریدار کو ایک سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے گویا کہ یہی بیع ہے اور وہی مشتری ہے۔ کارڈ میں ایک نام کاٹ کے دوسرا نام درج کیا جاتا ہے۔ خریدے ہوئے حصص اسی مجلس میں قبل القبض فروخت بھی ہو جاتے ہیں۔ قبضہ تو درکنار اس نے نہ وہ کارخانہ وغیرہ دیکھا ہے جس کے حصے اس نے خریدے ہیں اور نہ حصہ کے مندرجات کا بھی اس کو علم ہے۔ ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ جس کمپنی کے حصص اس نے خریدے ہیں اس کمپنی کا کاروبار جائز ہے یا ناجائز۔ اس کا سرمایہ سود پر لیا گیا ہے یا نہیں؟ ٹھیک ہے مشاع کا حصہ بیچنا جائز ہے لیکن منقول مشاع پر بائع کا قبضہ شرط ہے یہاں اس بات کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا۔ اندازہ لگا کر لوگوں کی طلب ورغبت کو مدنظر رکھ کر ہر کمپنی کے حصص کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ طلب ورغبت کی زیادتی یا کمی سے دنوں میں نہیں گھنٹوں میں حصص کی بازار میں تیزی یا کمی آجاتی ہے اور چند بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھوں گھنٹوں کے اندر ملک کا دیوالیہ نکل جاتا ہے۔ شرکت میں برکت ہے لیکن امانت کی شرط کے ساتھ۔ حدیث نبوی ہے **یقول الله انا ثالث الشریکین مالم یخن احد هما صاحبه فا ذا خان خرجت من بینهما** (۳۰) اسٹاک ایکسچینج تو خیانت، دھوکہ دہی کا مرکز ہے اس میں خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ امام طحاویؒ نے خوب فرمایا ہے روی **ابو هریرۃؓ عن النبی ﷺ انه نهیٰ عن عسب التیس و کسب الحجام و قفیز الطحان . معنیٰ النهیٰ عن قفیز الطحان علیٰ ما کا ن یفعله اهل الجهل من دفع القمح الیٰ الطحان بقفیز من دقیقه الذی یطحنه له فکا ن ذالک استجار ابما لیس عند المستاجر لا ن دقیق قمحه لیس عند ہ وقت العقد فدل ان الاستجار لا یکون بما لیس عند المستاجر یو م یستاجر کبیع ما لیس عند ہ یوم البیع و الا بتیاع بمالیس عند المشتری ممالیس معنا ها معنیٰ الاثمان کا الدراهم و الدنانیر و المکیل و الموزون الذی قد یکو ن دینا فی الذمة** (۳۱)

سعودیہ عربیہ کے علماء میں سے شیخ ابن باز نے بینکوں کے حصص خریدنے کے متعلق یہ فتویٰ دیا . **لا یجوز بیع اسهم البنوک ولا شرائها لکونها بیع نقود بنقود من غیر اشتراط التساوی و التقا بض ولا نها مو سسا ت ربویة لا یجو ز التعاون معها ببیع ولا شراء لقول الله سبحانه و تعالیٰ و تعاونو اعلی البر و التقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان لما ثبت عن النبی ﷺ انه لعن آکل الرباو موکله و کاتبه وشاهدیه و قال هم سواء رواه الامام مسلم فی صحیحه** (۳۲) شیخ صالح بن عثیمین تمیمی سے عام شرکات کے حصص خریدنے کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے فرمایا اگر معلوم ہو جائے کہ یہ شرکات سودی کاروبار کرتے ہیں تو ان کے حصص خریدنا منع ہے **(لا استطیع ان اجیب علیٰ هذا السوال لا ن**

الشرکات المو جود ۃ فی الاسواق تختلف معاملاتها بالر با و اذا علمت ان هٰذه الشرکة تتعامل بالربا وتوز ع ارباح الرباعلیٰ المشترکین فانه لایجوز ان تشترک فیها (۳۳)

حو اله جات :

﴿۱﴾تفسیر فتح العزیز از حضرت شاه عبد العزیز محدث دهلویؒ ص۱۵۳ . مطبوعه مجتبائی دهلی.
﴿۲﴾ الاساس فی التفسیر لسعید حموی ج۳ ص ۱۳۹ مطبوعه دارالسلام قاهره .
﴿۳﴾ الاساس فی التفسیر لسعید حموی ج۵ ص ۲۴۴۶ مطبوعه دارالسلام قاهره.
﴿۴﴾ حجة الله البالغة للشاه ولی الله المحدث الدهلوی ج ۲ ص ۱۵۱ . ۱۷۰ مطبوعه مکتبه سلفیه لاهور۔
﴿۵﴾ مجلة الفقه المادة الثالثة . شرح المجلة لخالد الاتاسی ج ۱ ص ۱۶ مطبوعه مکتبه اسلامیه کوئٹه۔
﴿۶﴾ مجلة الفقه المادة الثانیة شرح المجلة للفقیه خالدالاتاسی ج ۱ ص ۱۳ مطبوعه مکتبه اسلامیه کوئٹه۔
﴿۷﴾ هدایه اخیرین ص ۱ طبع مجیدی کانپور .
﴿۸﴾ الموافقات فی اصول الشریعة لابی اسحاق الشاطبی ج ۲ ص ۳۸۰ طبع عباس احمد الباز مکه مکرمه۔
﴿۹﴾ شرح المجلة للفقیه خالد الاتاسی ج ۲ ص ۴۵۲ مطبوعه مکتبه اسلامیه کوئٹه .
﴿۱۰﴾ احکام القرآ ن لابی بکر الجصاص الرازی ج ۱ ص۱۵۹ . ۱۶۰ طبع احیاء التراث العربی بیروت۔
﴿۱۱﴾ تفسیر فتح العزیز شاه عبدالعزیز محدث دهلویؒ ص۴۳۷ طبع مطبع حیدری بمبئی
﴿۱۲﴾ شرح الاشباه والنظائر للحموی ص ۱۰۸ طبع منشی نول کشور لکهنو ۱۸۱۹ ء .
﴿۱۳﴾ الموافقات فی اصو ل ا لشریعة لابی اسحاق الشاطبی ج ۲ ص ۲۶ . ۲۷ مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه
﴿۱۴﴾ شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسی ج ۱ ص ۶۶ . ۶۸ . ۶۹ . ۷۰ طبع مکتبه اسلامیه کوئٹه
﴿۱۵﴾ المبسوط للامام شمس الائمه السرخسیؒ ج۲۴ ص۱۸ طبع مکتبه غفاریه کوئٹه .
﴿۱۶﴾ بدائع الصنائع لملک العلماء علاؤ الدین الکاسانی ج۵ ص ۱۱۷ مطبوعه رشیدیه کوئٹه
﴿۱۷﴾ رسائل ابن عابد ین شامی ج ۱ ص ۲۶ طبع سهیل اکیڈ می لاهور .
﴿۱۸﴾ الجامع الصغیر للامام محمد بن الحسن ص ۳۹۸ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی .
﴿۱۹﴾ المبسوط للسرخسی ج ۲۴ ص ۲۰ مطبوعه مکتبه غفار یه کوئٹه .
﴿۲۰﴾ کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۴۲ (جواب ۱۷۵) طبع مکتبه حقانیه ملتان .
﴿۲۱﴾ فتاویٰ اسلامیه للعلماء السعودیین ج ۱ ص ۱۹۵ طبع دارالوطن ریا ض .
﴿۲۲﴾ یسئلونک فی الدین و اُلحیاة لا حمد الشرباصی ج ۲ ص ۳۰ مطبوعه دارالجیل بیروت
﴿۲۳﴾یسئلونک فی الدین والحیاة لا حمد الشرباصی ج ۵ ص ۲۸۰ مطبوعه دارالجیل بیروت

﴿۲۴﴾المصدر نفسه ج٦ ص ١٧٤ .

﴿۲۵﴾سنن ابن ماجه بحاشية السندی ج ۳ ص۳۳ طبع دار المعرفة بيروت .

﴿۲٦﴾ حاشية السندی علی سنن ابن ماجه ج۳ ص ۳۳ طبع دار المعرفة بيروت .

﴿۲۷﴾ ردلمحتار لشامی ج ۳ ص ۳۴۵ طبع دارسعادت استنبو ل .

﴿۲۸﴾فتاویٰ محمودیه مولانا مفتی محمود گنگوهیؒ ج ۴ ص ۲۴۰ ، نظام الفتاوی مولانا نظام الدین مفتی دارلعلوم دیوبند ج ۲ ص ۲۵۱ ، فتاویٰ رحیمیه مولانا سید عبد الرحیم لاجپوری ج ٦ ص ۱۳۵ .

﴿۲۹﴾ جدید فقهی مباحث ترتیب مولانا مجاهد الاسلام قاسمی ج۴ ص ۲۲۱.۲۲۲ مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی .

﴿۳۰﴾ سنن ابی داؤد (کتاب البیوع باب الشرکة ج ۲ ص ۲۲۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر (قاہرہ)

﴿۳۱﴾المعتصر من المختصر من مشکل الآثار ج ۱ ص ۳٦۵.۳٦٦ مطبوعه جمعیت دائرة المعارف العثمانیة حیدر آباددکن.

﴿۳۲﴾ فتاویٰ اسلامیه ج ۲ ص ۳٦۳مطبوعه دار الوطن ریاض .

﴿۳۳﴾ المصدر نفسه.

بسلسلہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المرکز الاسلامی کی ایک اور عظیم تاریخی، تحقیقی اور علمی پیشکش

(امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت)

جس میں امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت، ثبوت روایت، صحابہ کرامؓ سے سماع، علم حدیث میں مقام ومرتبہ، اکابر ائمہ کے السنہ سے امام اعظمؒ کے حق میں مدحیہ اقوال اور محسنہ کلمات، امام ابوحنیفہ پر طعن واعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور علمی محاسبہ، امام ابوحنیفہ بحیثیت ایک عظیم مصنف، مسانید تصنیفات وتالیفات، کتاب الآثار اور اس کے نسخے، "تعلیقات وتشریعات"، فقہ حنفی کی ترجیحات اور امتیازی خصوصیات اور موضوع سے متعلق دیگر اہم مضامین شامل ہیں۔ اہل ذوق کو اطلاعا عرض ہے کہ کتاب محدود تعداد میں چھپی گی، اپنی کاپی محفوظ کر لیجئے۔

برائے رابطہ: دفتر سہ ماہی المباحث الاسلامیہ ڈاکخانہ جامعہ المرکز الاسلامی ضلع بنوں پاکستان

فون نمبر:0928- 310353، فیکس:310355، ای میل:almarkazulislami@maktoob.com